باب: 56

ابوالحسن شاذلیؒ

(Abul Hasan Shazli ra, 1196-1258)

Siddiqui Publications

شیخ ابوالحسن، مراکش میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش پر آپ کا نام علی رکھا گیا۔ بعد میں کنیت کے سبب آپ ابوالحسن کے نام سے پکارے جانے لگے۔ نسبتاً، آپ حضرت حسنؓ بن علیؓ کی اولاد ہیں۔ آپ کے بچپن میں ہی حکومت مصر نے آپ کے والد عبداللہ بن جبار کو مصر بلایا اور اسکندریہ کے قریب شاذلہ نامی گاؤں میں قیام کے لیے روانہ کیا۔ پھر شاذلہ اور آس پاس کے گاؤں کا نظام چلانے کی ذمہ داری بھی آپ کے والد کو دے دی گئی۔ اسی شاذلہ کی نسبت سے آپ ابوالحسن شاذلی کہلائے۔

ابوالحسنؒ کے اساتذہ میں ابو مدین شعیب تلمسانی کا نام نمایاں ہے۔ آپ کو مطالعہ کا شوق اس قدر تھا کہ جوانی میں ہی بینائی کافی کمزور ہو گئی تھی۔ زمانۂ طالب علمی میں آپ کو خطبے اور وعظ سننے میں بہت دلچسپی تھی۔ آپ حضرت جنیدؒ کے خلفاء کے خطبات کثرت سے سنا کرتے تھے۔ سیر و سیاحت بھی آپ کے مشاغل میں شامل تھا۔ آپ نے کئی مرتبہ حج کیے۔ مختلف جگہوں کے سفر نے بھی آپ کے علم میں بہت اضافہ کیا۔ اہم بات یہ تھی کے سفر کے دوران بھی آپ ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے اور اللہ کے ساتھ دائمی وصال اور وجدانی مسرت حاصل کرنے کی ہمہ وقت کوشش کرتے تھے۔ آپ کے مرشد کا نام شیخ عبدالسلام ہے۔ مرشد کی صحبت نے بھی آپ کی بھرپور باطنی تربیت کی۔

ابوالحسنؒ پر ابتدائی تعلیم کے زمانے میں ہی درویشی کی سی کیفیت طاری ہونے لگی اور آپ کی دنیاوی آسائشوں اور ظاہری نام و نمود میں دلچسپیاں کم ہو گئیں۔ اس کی جگہ دین اسلام اور اس کی تعلیمات میں آپ کا شوق بڑھا۔ پھر آخرت کی فکر نے آپ کو مکمل عابد و زاہد بھی بنا دیا۔ لیکن ان سب کے باوجود آپ نے کبھی اعتدال کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اس ضمن میں ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ آپ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ عبادت و ریاضت میں تو یکتا تھا مگر اپنے بچوں پر پوری توجہ نہیں دیتا تھا بلکہ ان کے ساتھ سرد مہری سے پیش آتا تھا۔ آپ اس سے ملے اور بتایا کہ درویش میں چار صفات ہوتی ہیں۔ پہلی صفت چھوٹوں

سے محبت کرنا، دوسری بڑوں کی خدمت کرنا، تیسری اپنے نفس سے انصاف چاہنا اور چوتھی صفت خود اپنے نفس کی دوسروں سے تعریف یا داد نہ چاہنا۔ اُس شخص کو آپ کی بات بہت پسند آئی اور پھر اس نے اس پر عمل بھی کیا۔

ابوالحسن شاذلیؒ نے تصوف میں ایک سلسلے کی بنیاد ڈالی جو۔" سلسلہ ٔشاذلیہ " کے نام سے معروف ہے۔ آپ نے کوئی ضخیم کتاب تو نہیں لکھی البتہ آپ کے کئی ملفوظات اور دعاؤں کے مجموعے ملتے ہیں۔ آپ کی تحریر کردہ "دعائے حزب البحر" اور "دعائے حزب النصر" طریقت کے سلسلوں میں ذوق وشوق سے پڑھی جاتی ہیں۔

شاذلیہ سلسلے سے منسلک لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ان کی جماعت کے لوگوں کا انتخاب، لوحِ محفوظ سے ہوا ہے۔ یعنی ان کی روزِ اوّل سے اس حلقے میں شمولیت مقدر ہو چکی تھی۔ دوم یہ کہ ان کی وجدانی کیفیت جلد ہی ہوش میں بدل جاتی ہے۔ یعنی ان کے دنیاوی مشاغل ان کو روزمرہ زندگی سے خارج نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ وہ کہتے ہیں کہ ہر زمانے میں جو بھی قطب ہو گا وہ شاذلی ضرور ہو گا۔

❖ شاذلیؒ کی پانچ بنیادی تعلیمات یہ ہیں:

(1) ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ (2) قول و فعل میں سنت کی پابندی کرنا۔

(3) فقر و غنا کے لیے دنیا سے دور رہنا۔ (4) چھوٹی بڑی ہر بات میں رضائے الٰہی پر قائم رہنا۔

(5) غم ہو یا مسرت، اللہ ہی سے رجوع کرنا۔

آپ چاہتے تھے کہ آپ کے پیروکار اپنے اپنے کاموں میں لگے رہیں اور جتنا زیادہ سے زیادہ ہو سکے روزمرہ کی باتوں کے ساتھ عبادت میں بھی مشغول رہیں۔ دوسرے صوفیاء کی طرح ابوالحسن شاذلیؒ کے پیش نظر " فنافی اللہ " ہی ہونا تھا۔ اور اس کے لیے ریاضتیں اور عبادات میں مشغول رہنا ہوتا تھا۔ اگر آپ کا کوئی الہام، سنت سے ٹکرا جاتا تو آپ سنت ہی کو ترجیح دیتے۔

حضرت شاذلیؒ کو لوگ ہر وقت استغفار کرتے دیکھتے تو حیران ہوتے کہ اتنا کامل شخص بھی ہر وقت توبہ کرتا رہتا ہے۔ اس کی وجہ جب آپ سے دریافت کی گئی تو فرمایا"۔۔ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ میرے کون سے اعمال قبول کرتا ہے اور کون سے مسترد کرتا ہے۔ اس لیے استغفار کا مسلسل عمل ضروری ہے۔۔" اس پر سائل نے کہا کہ دل اور ضمیر مطمئن ہوں تو اعمال کی مقبولیت کا یقین تو ہو ہی جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا"۔۔ یہ دونوں دھوکہ دینے والی چیزیں ہیں۔ ان پر یقین کر لینا عقلمندی نہیں۔ اس لیے ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ توبہ اور استغفار صرف اپنے اعمال کے لیے ضروری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے استعانت کی بھی ایک درخواست ہے۔ اور آئندہ گناہوں سے بچنے کی تدبیر بھی۔۔"۔

Siddiqui Publications